ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 04 No. 02. Oct-Dec 2025.Page#.722-744
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems
https://doi.org/10.5281/zenodo.17394685

Imam Muhammad ibn al-Hasan al-Shaybani: Biography and Intellectual Legacy

امام محمد بن حسن الشیبانیؒ: تعارف وخدمات

Hafiz Amir Shahzad
PhD Scholar-GC University Lahore -Instructor Islamic Studies-Virtual University of Pakistan
hafiz.amirshahzad0300@gmail.com
Muhammad Hammad Saeed
PhD Scholar, Sheikh Zaid Islamic Centre, University of the Punjab Lahore
hammad.res.szic@pu.edu.pk

ABSTRACT

Imam Muhammad ibn al-Hasan al-Shaybani (132-189 AH / c. 750-805 CE) stands out in Islamic legal history as a pioneering jurist whose contributions significantly shaped the discipline of siyar the classical body of Islamic international law that governs relations among states, particularly between Muslim and non-Muslim polities. Drawing upon his teacher Abu Hanifah's lectures, as well as hadith, Qur'an, and the accumulated practices of early jurists, al-Shaybani authored major works such as Al-Siyar al-Kabir and Al-Siyar al-Saghir. His treatises systematized rules for war and peace, the rights and obligations of noncombatants, diplomatic immunity, treaties, and the formalities of interstate conduct. Al-Shaybani has been credited by many modern scholars as the "father of Muslim international law", a title that reflects both his early articulation of legal norms for international relations and the lasting influence of his ideas. Comparatively, his work prefigures many concepts later seen in Western international law, such as jus ad bellum (just causes for war), duties to protect innocents, and the binding nature of treaties. A study of al-Shaybani's legal methodology reveals that he combined rigorous textual sources (Qur'an & Sunnah) with reasoned analogy (qiyās) and consensus (ijmāʿ) to derive principles suited for inter-communal and interstate interactions. The relevance of his work persists in contemporary debates over international humanitarian law, diplomatic practice, and the rights of religious minorities.

Keywords: *Imam al-Shaybani; Siyar; Islamic international law; law of war and peace; treaties; non-combatants; diplomatic relations; Hanafi jurisprudence; classical Islamic legal methodology; comparative law.*

امام محمد بن حسن الشیبانی: شخصی تعارف

محمد بن حسن فرقد الشیبانی قبیلہ نبو شیبان کے آزاد کردہ غلام تھے۔[1] علامہ ذہبیؒ کے قول کے مطابق آپؒ کا اسمِ گرامی محمد بن حسن عبید اللہ بن مرد ان تھا۔[2] آپ رحمہ اللہ کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔[3] آپؒ کے حسب و نسب کے متعلق مختلف آراء پائی جاتی ہیں امام جلال الدین السیوطیؒ کی تحقیق کے مطابق امام محمد بن حسنؒ کا نسب شیبانی تھا[4] جبکہ بعض اہلِ علم کے مطابق شیبانی آپ کے اسم گرامی کا ایک جزو ہے نسب نہیں ہے[5]۔ آپ کے مسکنِ مادر و پدر کے متعلق بھی متعدد آراء پائی جاتی ہیں کہ وہ فلسطین کے شہر "قرب الرملۃ" سے ہیں اور یہاں سے ہجرت کی کوفہ تشریف لے گئے۔ ایک قول کے مطابق آپ کا تعلق "الجزیزہ" سے ہے آپ کے والد محترم شام کی فوج میں بھرتی ہوئے تھے وہیں سے "واسط" آئے اور امام محمد بن حسن الشیبانی "واسط" میں پیدا ہوئے جو کہ شام کا ایک علاقہ ہے۔[6] علامہ ذہبیؒ کے مطابق آپ کی تاریخِ پیدائش 132ھ ہے۔[7] ابنِ خلکانؒ کے مطابق محمد بن حسن الشیبانیؒ 135ھ میں پیدا ہوئے جبکہ علامہ ابن عبد البر سے بھی الانتقاء میں یہی منقول ہے۔[8] امام محمد بن حسن الشیبانی کی جائے پیدائش کے متعلق خطیب بغدادیؒ کی تحقیق یہ ہے کہ آپ "دمشق" کے شہر "غوطہ" کے معروف گاؤں "حرستا" کے رہائشی تھے۔ آپ کے والد گرامی عراق کے علاقہ "واسط" میں آئے امام محمد رحمہ اللہ کی پیدائش "واسط" میں ہوئی اور کوفہ میں پرورش پائی۔[9] علامہ ذہبیؒ کے مطابق آپ کا تعلق "الجزیرہ" سے ہے۔ الجزیرہ کا تعلق بنی شیبان کی چراگاہ سے ہے جو ربیعہ کے علاقہ میں واقع ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ آپ کے والد محترم شام کی سول فوج میں اچھے عہدے پر ملازم ہونے کی وجہ سے مالدار بھی تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کا خاندان کبھی دمشق میں قیام پزیر ہوتا اور کبھی فلسطین میں سکونت اختیار کرتا تھا۔ ان دونوں گاؤں کا تعلق دمشق سے ہے، دمشق سے ہی کوفہ منتقل ہوئے تھے۔ آپ رحمہ اللہ کے والد صاحب نے اپنی ملازمت میں اچھی کارکردگی ظاہر کی اسی بنیاد پر انہیں "واسط" کا گورنر بنا دیا گیا۔ اور اسی دوران یعنی واسط میں ہی امام محمد پیدا ہوئے پھر والد محترم کوفہ لوٹ آئے اور کوفہ میں ہی امام محمدؒ نے پرورش پائی تھی۔ والد چونکہ مالدار تھے ملازم تھے گورنر کے عہدہ پر تقرر تھا اسی لئے آپ کے گھر میں آسائشوں کی فراوانی تھی۔[10]

مراتبِ علمیہ:

محمد بن حسن الشیبانیؒ بچپن سے ہی ذہین تھے۔ ذہانت کسبی نہیں ہوتی بلکہ موروثی ہوتی ہے آپ کے والد صاحب بھی حکومتی ملازم تھے اور پڑھے لکھے شخص تھے وہی علمی کمال محمد بن حسن کے حصے میں بھی منتقل ہوتا رہا تا وقتیکہ آپ بڑے عہدوں پر فائز ہو گئے۔ امام شافعیؒ نے امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کی علمی عظمت، فصاحت و بلاغت، فقاہت اور تقویٰ کو متعدد مواقع پر بیان فرمایا ہے۔ مثلاً ما رَأَيْتُ أَعْقَلَ، وَلَا أَفْقَهَ، وَلَا أَزْهَدَ، وَلَا أَوْرَعَ، وَلَا أَحْسَنَ نُطْقًا وَإيرادًا مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ"[11] "میں نے امام محمد بن حسن سے زیادہ عقلمند، زیادہ فقیہ، زیادہ زاہد، زیادہ متقی، اور تقریر و بیان میں بہتر کسی کو نہیں دیکھا" مَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطُّ إِذَا تَكَلَّمَ رَأَيْتَ الْقُرْآنَ نَزَلَ بِلُغَتِهِ إِلَّا مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ "[12]" میں نے کبھی کسی کو ایسا نہیں دیکھا کہ جب وہ بولے تو ایسا محسوس ہو کہ قرآن اسی کی زبان میں نازل ہوا ہو، سوائے محمد بن الحسن کے" مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَعْلَمَ بِالْحَرَامِ

[1] محمد بن احمد بن عثمان الذھبی، مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه ابی یوسف و محمد بن الحسن، لجنۃ احیاء معارف الاسلامیہ، حیدر آباد دکن، ہند، ص: 79/ الخطیب البغدادي، ابو بکر احمد بن علی، تاریخ بغداد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 172:2

[2] ایضا

[3] الکوثري، محمد زاہد، بلوغ الأماني في سيرة محمد بن الحسن الشيباني، مترجم: آثار امام محمد، کتاب منزل، کشمیری بازار، لاہور

[4] السیوطی، حافظ جلال الدین عبد الرحمان، اختلاف المذاہب، حققہ وعلقہ عبد القیوم، دار الاعتصام، قاھرہ، 42

[5] أخبار أبي حنيفة وأصحابه، للصَّيْمَري، ص: ۱۲۰

[6] تاریخ بغداد، 172:2

[7] تاریخ بغداد، 172:2

[8] خلکان، شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، دار صار بیروت، 324:3

[9] تاریخ بغداد، 172:2

[10] تاریخ بغداد، 2:172/ وفیات الاعیان 324-325:3

[11] خطیب بغدادی، تاریخ مدینۃ السلام (تاریخ بغداد) دار الگرب الاسلامی 1422/567، 1، 2001 (ہیو گروشیش تھیسز حوالہ ص 134)

[12] ایضا

وَالْحَلَالِ وَالْعِلَلِ وَالنَّاسِخِ وَالْمَنْسُوخِ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ "[13]"میں نے امام محمد بن حسن سے زیادہ حلال و حرام، علل، اور ناسخ و منسوخ کا علم رکھنے والا کوئی نہیں دیکھا"لَوْ أَنْصَفَ الْفُقَهَاءُ لَعَلِمُوا أَنَّهُمْ لَمْ يَرَوْا مِثْلَ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ، مَا جَالَسْتُ فَقِيهًا قَطُّ أَفْقَهَ مِنْهُ، وَلَا فَتَقَ لِسَانِي بِالْفِقْهِ مِثْلَهُ، لَقَدْ كَانَ يُحْسِنُ مِنَ الْفِقْهِ وَأَسْبَابِهِ شَيْئًا يَعْجِزُ عَنْهُ الْأَكَابِرُ "[14]"اگر فقہاء انصاف کریں تو جان لیں گے کہ انہوں نے امام محمد بن حسن جیسا کوئی نہیں دیکھا۔ میں نے ان سے بڑے کسی فقیہ کے ساتھ مجلس نہیں کی، اور میری زبان فقہ میں ان کی طرح نہیں کھلی۔ وہ فقہ اور اس کے اسباب میں ایسی مہارت رکھتے تھے جو بڑوں کو بھی عاجز کر دیتی تھی۔

علامہ ذہبیؒ کا محمد بن حسن الشیبانی کے بارے یہ خیال ہے عراق میں امام ابو یوسفؒ کے بعد علم الفقہ میں امام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ سے بڑھ کر کوئی شخص عالم نہیں تھا ائمہ کرام نے آپ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور آپ ممتاز علماء میں شمار کئے جاتے ہیں۔[15] اسی نہج کا مؤقف امام احمد بن حنبلؒ کا بھی ہے جن سے پوچھا گیا کہ آپ نے علم فقہ میں عُمق کیسے پایا؟ آپ نے جواباً فرمایا مجھے علمی قابلیت و فقہی بصیرت محمد بن حسن الشیبانیؒ کی کتب سے حاصل ہوئی ہے۔[16] امام احمد بن حنبلؒ جو خود ایک عظیم فقہی مسلک کے بانی بھی ہیں اور کمال محقق و مصنف و مؤلف بھی ہیں آپ اگر امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کی علمی و فقہی قابلیت سے متاثر ہیں تو اندازہ کیا جا سکتا ہے امام محمد بن حسنؒ مابعد فقہاء و محدثین و محققین کے ہاں کس درجہ کی مقبولیت کے حامل ہوں گے!

خلیفہ ہارون الرشید خلافتِ عباسیہ کا نامور بادشاہ تھا جس کی ہیبت ماتحتوں پر ہر وقت طاری رہتی تھی ایک دن ہارون ایک ایسی مجلس میں گیا جہاں امام محمد بن حسن الشیبانی بھی پہلے سے تشریف فرماں تھے، یکایک تمام حاضرینِ مجلس ہارون کی آمد پر کھڑے ہو گئے اور آداب عرض کرنے لگے جبکہ امام محمدؒ اپنی نشت پر براجمان رہے۔ ہارون نے تجسس سے استفسار کیا کہ آپ کیوں کھڑے نہیں ہوئے؟ امام صاحب نے اپنے علمی کمال کی ایک جھلک ہارون الرشید کے سوال کے جواب میں بطور دلیل پیش کی فرمایا: مجھے پسند نہیں ہے کہ میں وہ مسند چھوڑ دوں جس پر آپ نے مجھے براجمان کیا ہے اور مجھے یہ بھی پسند نہیں ہے کہ میں خدّام میں شامل ہو جاؤں۔ اور پھر یہ روایت پڑھ کر سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

عَن مُعَاوِيَة قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ[17]

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص کو یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے لئے ادباً کھڑے ہوں اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

شیبانیؒ نے فرمایا اس حدیث مبارکہ میں علماء ہی مراد ہیں۔[18] ہارون الرشید نے حدیث مبارکہ کے جواب میں کہا "آپ درست فرما رہے ہیں" مذکورہ واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ محمد بن حسن الشیبانیؒ علمی کمال، اجتہادی فراست، فکری راسخگی میں کس قدر کمال رکھتے تھے۔ محمد بن حسنؒ کے بارے عیسی بن ابان کا قول ہے کہ جس وقت آپ کوفہ کی جامع مسجد میں درس و تدریس کے لئے بیٹھے تھے تب آپ کی عمر 20 سال تھی۔[19]

علمِ حدیث کے جمیع ابواب میں امام محمد بن حسنؒ کو کمال مہارت حاصل تھی۔ ایسا بہت کم دیکھا گیا ہے کہ علم فقہ میں کمال مہارت رکھنے والے علم حدیث میں بھی ملکہ تام رکھتے ہوں اگرچہ فقہ بھی حدیث مبارکہ کا ہی جزو ہے لیکن بات کمال مہارت کی ہے جو کہ ہر شخص کے حصے میں نہیں آتی ہے جبکہ مذکورہ وصف محمد بن حسنؒ میں بطور خاص موجود تھا اسی نوعیت کا ایک واقعہ جو کہ شیبانیؒ کے علمِ حدیث میں کمال کی دلیل ہے خطیب بغدادی نے محمد بن سماعہؒ سے متعلق لکھا کہ وہ کہتے ہیں:

13 مناقب الامام ابی حنیفۃ وصاحبیہ، ص:80

14 ضمیریہ عثمان جمعہ، اصول العلاقات الدولیۃ لامام محمد بن الحسن الشیبانی، دار المعالی، 1419/1999، 1:160

15 مناقب الامام ابی حنیفۃ وصاحبیہ، ص:80

16 مناقب الامام ابی حنیفۃ وصاحبیہ، ص:84

17 الترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، مکتبۃ الشاملۃ، رقم الحدیث: 2755

18 Ahmadi, Fazal Ahmad. "The Role of Imam Muhammad Bin Hassan Shibani in the Codification and Development of Islamic International Law." *Available at SSRN 4267058* (2022).

19 الکنوی، عبد الحئی، مقدمۃ النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر (مکتبہ، سن، ندارد)

عیسی بن ابان ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے میں ان کو بار بار محمد بن حسن کے پاس آنے کی دعوت دیتا لیکن وہ انکار کرتے کہ "محمد بن حسن جیسے لوگ احادیث کا انکار کرتے ہیں" جبکہ عیسی بن ابان کو علمِ حدیث میں ملکہ تام حاصل تھا اور حفظ میں پختہ تھے۔ محمد بن سماعہ کہتے ہیں ایک دن عیسی بن ابان نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی جبکہ وہی دن محمد بن حسن کے درس کا دن تھا۔ میں مجلس میں عیسیٰ بن ابان کے ساتھ ہی رہا یہاں تک کہ امام محمد بن حسن مجلس میں تشریف لے آئے۔ اختتامِ مجلس پر میں نے عیسی بن ابان کو امام محمد کے قریب کیا اور کہا یہ آپ کا بھتیجا "ابان بن صدقہ "کا بیٹا ہے میں اسے آپ سے ملاقات کے لئے لانا چاہتا تھا یہ حدیث میں کمال رکھتے ہیں جبکہ آپ سے ملنے سے گریزاں تھے اسکی بنیادی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ آپ حدیث مبارکہ کے خلاف چلتے ہیں۔ امام محمدؒ نے جواباً کہا بیٹا پہلے ہم سے کلام کرو پھر فیصلہ کرنا۔ لہذا عیسی بن ابان نے امام محمدؒ سے حدیث کے 25 ابواب پر بات کی ناسخ و منسوخ کا جواب دیتے، دقیق عبارات کا تصفیہ کرتے اور ہر سوال پر تسلی بخش بحث فرماتے تھے۔ اس اندازِ کلام سے عیسی بن ابان متاثر ہو کر فرمانے لگے:[20]

"كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ النُّورِ سِتْرٌ، فَارْتَفَعَ عَنِّي، مَا ظَنَنتُ أَنَّ فِي مُلْكِ اللَّهِ مِثْلَ هٰذَا الرَّجُلِ يُظْهِرُهُ لِلنَّاسِ۔[21]

میرے اور نور کے درمیان ایک پردہ حائل تھا پس وہ مجھ سے آشکار ہو چکا ہے میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ اللہ تعالی کے اس جہاں میں اس طرح کے بھی افراد لوگوں کی ہدایت کے لئے موجود ہوں گے!؟

اس بات کی تائید امام شافعی رحمہ اللہ کے قول سے ہوتی ہے فرمایا:

"أَنْفَقْتُ كُتُبَ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ سِتِّينَ دِينَارًا، ثُمَّ تَدَبَّرْتُهَا فَوَضَعْتُ إِلَى جَنْبِ كُلِّ مَسْأَلَةٍ حَدِيثًا۔[22]

میں نے محمد بن حسن کی کتابیں ساٹھ دینار میں خریدیں، پھر میں نے ان کا غور سے مطالعہ کیا، اور ہر مسئلہ کے ساتھ ایک حدیث لکھ دی۔"

قانون بین الممالک میں مہارت:

امام محمد بن حسن الشیبانیؒ (132-189ھ/750-805ء) نہ صرف فقہ حنفی کے جید فقیہ ہیں بلکہ اسلامی قانون بین الاقوام یعنی "السیر" کے بانیوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ ان کی شہرہ آفاق تصنیفات "السیر الصغیر والکبیر" اور اس کی شروحات، اسلامی قانونِ جنگ و امن، معاہدات، اور انسانی حقوق جیسے بنیادی اصولوں کو تفصیل سے بیان کرتیں ہیں۔ ان کتب میں مرتّبہ قانونی ابحاث و فقہ السیر کے نظائر نا صرف اسلامی قانون بین الاقوام کے اصولی لیٹریچر کی حثیت سے معروف ہیں بلکہ جدید بین الاقوامی قانون کے ماہرین کے لیے بھی رہنمائی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ آپ نے بین الاقوامی قوانین کی تشکیل میں جو اصول مرتب کئے ہیں وہ خالصتاً قرآن و سنت کا ماخذ ہیں اور انسانی حقوق کی پاسداری و بقائے امنِ عالم میں اہم پیش رفت ثابت ہوئے ہیں۔ ہمیں آپ کی اجتہادی بصیرت کا اعتراف کرنے سے بھی گریزاں نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اجتہادی ملکہ اللہ تعالی نے جن شخصیات کو بھی عطا کیا

21 مذکورہ روایت سے درج ذیل اسباق حاصل ہوئے (1) علمِ حدیث اگر فقہ کے فہم سے خالی ہو تو اکثر محض روایت بن کر رہ جاتا ہے، اس سے عملی راہنمائی حاصل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے محض حدیث کا جاننا کافی نہیں، بلکہ اس کے معانی، مراد اور اس کے شرعی نتائج کو سمجھنے کے لیے فقہی بصیرت نہایت ضروری ہے۔
(2) علماء پر بدگمانی کرنا کہ وہ حدیث کو ترک کر دیتے ہیں، ایک سطحی سوچ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ حدیث کے ظاہری الفاظ سے بڑھ کر اس کے سیاق وسباق، ناسخ و منسوخ، عام و خاص، اور مطلق و مقید جیسے اصولوں کی روشنی میں اس کی صحیح مراد تک پہنچتے ہیں۔ (3) علم کا صحیح منہج یہ ہے کہ انسان ہر سنی سنائی بات پر اعتماد نہ کرے، بلکہ اصل ماخذ تک رسائی حاصل کرے اور براہ راست علم حاصل کرے۔ یہی وجہ ہے کہ سلف صالحین، علم کے لیے براہِ راست علما سے رجوع کرتے، ان کے دلائل سنتے اور سیکھتے۔ (4) مساجد صرف عبادات کے لیے مخصوص نہ تھیں، بلکہ وہ علم و حکمت کے مراکز تھیں، جہاں علماء مخصوص ایام میں درس و تدریس کرتے تھے۔ عالم کی خصوصیت یہ ہونی چاہیے کہ وہ طالب علم یا ناواقف شخص پر صبر کرے، نرمی سے اس کی اصلاح کرے اور تفصیلات پر توجہ دے، نہ کہ سطحی معلومات پر فیصلہ کرے یا جذبات میں آکر رد عمل ظاہر کرے۔ (5) ایک کامل عالم وہ ہوتا ہے جو علم اور دعوت کو حسنِ تدبیر کے ساتھ جمع کرے۔ ایسے علما معاشرے میں نرمی، حکمت اور بصیرت سے اصلاح کرتے ہیں۔ نیک اور صالح دوست کا کردار یہاں کلیدی ہوتا ہے، جو نہ صرف خیر کی طرف رہنمائی کرتا ہے بلکہ ساتھ نبھاتا ہے، یہاں تک کہ طالبِ حق کو حق تک پہنچا دیتا ہے۔ (6) اختلاف اگر جائز حدود میں ہو تو وہ نہ تو بھائی چارے کو نقصان پہنچاتا ہے، نہ ہی دلوں کی محبت کو کم کرتا ہے۔ البتہ جب کسی پر حق واضح ہو جائے تو اس کے سامنے جھک جانا، اور اپنی رائے کو ترک کر دینا علمی دیانتداری کی علامت ہے۔ (7) یقیناً، علم ہی وہ نور ہے جو دل و دماغ پر چھائے پردوں کو ہٹا دیتا ہے، اور آخر کار ہدایت صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ انسان اس کے اسباب اختیار کرے، باقی توفیق کا دروازہ وہی کھولتا ہے جسے چاہے۔

[20] الشیبانی، محمد بن حسن، کتاب الآثار، (دار النوادر، نور الدین طالب، سوریا—دمشق) ج 1، ص: 112

[21] Ahmadi, Fazal Ahmad. "The Role of Imam Muhammad Bin Hassan Shibani in the Codification and Development of Islamic International Law." Available at SSRN 4267058 (2022).

[22] مناقب الامام ابی حنیفۃ وصاحبیہ، ص: 81

ہے ان کے ذریعے عالمِ اسلام میں جدید مسائل کی تحلیل میں مثبت اثرات مرتب ہوئے ہیں۔امام محمد بن حسنؒ مجتہدِ مطلق تھے[23]۔ان کی اجتہادی صلاحیتوں کا امت کو بہت فائدہ ہوا۔آپ نے قرآن وسنت سے ماخوذ احکام کے ذریعے بین الاقوامی قوانین کی تشکیل میں بھی اپنی اجتہادی صلاحتیوں کے ذریعے اضافہ کیا۔

امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کے متعلق مغربی مفکرین و قانون دانوں کی رائے یہ ہے کہ آپ آٹھویں اور نویں صدی عیسوی کے مایہ ناز ماہرِ قانون تھے۔جبکہ بحثیت محقق میں معترف ہوں کہ آپ کی حثیت مؤسسِ قانون بین الاقوام کی ہے کہ آپ نے بین الاقوامی قانون کی بنیادیں قائم کیں۔وہ بنیادیں عصر حاضر میں بھی جدید بین الاقوامی قانون کی تشکیل میں اساسی حثیت کی حامل ہیں۔فقہ حنفی کی تدوین و تشکیل میں اور بین الاقوامی قانون کی اصولی بنیادوں کے قیام میں شیبانی رحمہ اللہ نے جو فرئضہ سرانجام دیا ہے اس کی نظیر عصرِ حاضر تک کسی فقیہ کے ہاں نہیں ملتی ہے البتہ بعض فقہاء نے آپ کے لکھے ہوئے قوانین کی شروحات لکھیں۔[24]آپ نے قانون بین الاقوام کی تشکیل میں السیر الصغیر والکبیر کی صورت میں جو کارنامہ سرانجام دیا ہے اسے علمی حلقوں میں آج بھی سراہا جارہا ہے۔

ہمارا موضوع السیر ہے اور اسی تناظر میں امام محمدؒ کے جنگی اصولوں کی مثال دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ارشاد باری تعالی ہے:

"قاتِلوا في سبيلِ اللَّهِ الذينَ يُقاتِلونَكمْ ولا تَعتدوا "۔[25]

تم اللہ تعالی کے راستے میں ان سے جہاد کرو جو تم سے لڑائی کرتے ہیں اور تم حد سے تجاوز مت کرو۔

مذکورہ آیت کے تحت محمد بن حسنؒ کا مؤقف یہ ہے کہ مسلمانوں کو صرف ان کفار سے جنگ کی اجازت ہے جو مسلمانوں سے جنگ کرتے ہیں۔جنگ میں جارحیت، ناانصافی یا عام شہریوں کو نشانہ بنانا ناجائز ہے۔مزید یہ کہ جنگی اخلاقی اصولوں کے مطابق اسلام میں یہ تعلیمات بھی دی گئیں ہیں کہ عورتوں، بچوں، بوڑھوں، راہبوں، گاؤں دیہات، ذہنی مریض انسانوں کو، کسانوں، غلاموں، اندھوں، جانوروں بے ضرر انسانوں، الغرض کہ کھیتوں فصلوں کو بھی نقصان نہیں پہنچایا جاسکتا ہے۔یہ قانون بھی مدِ نظر رہے کہ اگر کوئی عورت جنگی میدان میں آلہ قتل کے ساتھ شریک ہے اس کے خلاف تادیبی کاروائی تو کی جائے گی لیکن اگر اس عورت پر قابو پالیا گیا ہے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا کہ اسلام نے عورتوں کے قتل سے ممانعت کا درس دیا ہے۔[26]اسی طرح کم سن بچے جن کو جہاد کی تربیت دی جاتی ہے اور مغربی ممالک کی جانب سے اعتراض بھی ہوتا ہے کہ اسلام کم سن بچوں کا استحصال کرتا ہے کیوں کہ 15 سال کی عمر بچے کی سکول جانے کی عمر ہوتی ہے جس میں وہ ابتدائی اخلاقی و معاشرتی ادب کی تعلیم کا خاہاں ہوتا ہے لیکن اسلام نے اسے جہاد کی تربیت میں لگادیا اور لڑائی کا طریقہ سکھادیا ہے۔لیکن امام محمد بن حسن رحمہ اللہ نے السیر الکبیر میں یہ اصول بھی بیان کیا ہے کہ بچے کی عمر اگر 14 سال تک ہو گی یا اس سے کم ہو گی تو وہ جنگی قیدی نہیں بنایا جائے گا نا ہی وہ جنگ میں شرکت پر ابھارا جاسکتا ہے کیوں کہ وہ مکّلف ہی نہیں ہے۔یہاں مکّلف بلوغت کے ساتھ متعلق نہیں ہے بلکہ اس کے جسمانی اعضاء پختہ نہیں ہیں۔امام صاحب نے درج ذیل حدیث مبارکہ کو مذکورہ قانون کی تشکیل میں معاون پایا:

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِي نَافِعٌ، عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ، وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْهُ، وَعَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَه[27]"۔

امام احمد بن حنبل نے ہمیں حدیث سنائی، انہوں نے کہا کہ ہمیں یحییٰ نے حدیث سنائی، وہ عبید اللہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ مجھے نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے خبر دی:

"بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے غزوۂ اُحد کے دن (جہاد کے لیے) پیش کیا جبکہ میری عمر چودہ سال تھی، تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت نہیں دی۔اور مجھے غزوۂ خندق کے دن پیش کیا جبکہ میری عمر پندرہ سال تھی، تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی۔"

[23] یہ وہ لوگ ہیں جو قواعد واُصول مقرر فرماتے ہیں اور احکامِ فرعیہ کو اصولِ اربعہ سے مستنبط کرتے ہیں اور اُصول میں نصوص کے تابع ہوتے ہیں لیکن فروع میں کسی کے تابع نہیں ہوتے۔جنھوں نے شریعت میں اجتہاد کیا ہے، مثلاً ائمہ اربعہ۔

[24] Cogan, Jacob Katz. "The Oxford Handbook of the History of International Law. Edited by Bardo Fassbender and Anne Peters. Oxford, New York: Oxford University Press, 2012. Pp. xl, 1228. Index. $210." *American Journal of International Law* 108, no. 2 (2014): 371-376.

[25] البقرہ190:2

[26] Al-Shaybānī, Al-Siyar al-Kabīr, – Vol. 4, –P.1416

[27] بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب الجھاد والسیر، رقم الحدیث: 2664

جینوا کینونشن[28] پڑوٹوکول 1 میں بھی اسی بات کی تصدیق کی گئی ہے کہ 15 سال سے کم عمر بچوں کو کسی جنگ میں شرکت کے لئے تیاری نہیں کروائی جائے گی نا ان بچوں کو قتل کیا جائے گا نا ہی ان بچوں کو قیدی بنایا جائے گا یہ انٹرنیشنل قوانین کی خلاف ورزی بھی ہو گی اور بچوں کا استحصال بھی ہو گا۔ عبارت ملاحظہ ہو:

"Children who have not attained the age of fifteen years shall neither be recruited … nor allowed to take part in hostilities"[29]

محمد بن حسنؒ کے اجتہادی نظائر زمانہ قدیم کے لکھے ہوئے ہیں جینوا کنونشنز تو عصر حاصر سے وابستہ قوانین ہیں لیکن یہاں سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جدید بین الاقوامی قوانین میں اور اسلامی بین الاقوامی قوانین میں کس قدر ہم آہنگی موجود ہے۔

اسلام کے دفاعی احکام پر مغربی فکر کا تجزیہ:

مغربی مفکرین کے ہاں تشویش پائی جاتی ہے کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا ہے۔ اسلام کی اشاعت میں جبر و تسلط سے کام لیا گیا تھا۔ حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات میں یہ تحرّک تھا کہ یہود و نصاری کے ساتھ ہمہ وقت برسر جنگ رہا جائے اور ان کو بنیادی سہولیتِ زندگی سے بھی محروم کر دیا جائے۔"مزید برآں "Islam is a religion of Terror" امریکی مصنف نے دعوی کیا ہے کہ اسلام کے زیر سایہ جہاد کا جھانسہ دے کر دہشت گرد افراد و تنظیمات جنگی کوششوں میں لگے رہتے ہیں درج ذیل نکات اُن کے ما فی الضمیر کی ترجمانی کرتے ہیں:

- ✓ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام علیھم الرضوان کو جنگی تربیتوں کے علاوہ اور کچھ نہیں سکھایا ان کی تعلیمات کا بنیادی نکتہ ہی لڑائی تھا جو انسانی و عالمی امن کے بقاء کے لئے خطرہ کا سبب بنا۔
- ✓ قرآن کریم کی تعلیمات میں شامل ہے کہ یہود و نصاری کے ساتھ ہمیشہ برسر جنگ ہی رہو۔
- ✓ نبی کریم ﷺ کے عہد میں لڑے گئے غزوات و سرایا دفاعی نہیں بلکہ جارحانہ نوعیت کے تھے جن کے مقاصد آباد زمینوں پر قبضہ، انسانی عزتوں کی تذلیل، غلامی، اور امن و امان کی خرابی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں افراتفری پھیلی اور اسلام امن کی بقاء میں ناکام ثابت ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے نظریات کی بناء پر ایسے الفاظ لکھتے ہیں:

Muhammad: The Warrior Prophet," "The Quran: The War Book," "Islam: The Religion of War, Islam: The Religion of Intolerance," and "History of Jihad: From Muhammad to ISIS."[30]

میں سمجھتا ہوں ایسے نظریات امریکی ریسرچرز کے ہاں اس وقت سے جنم لے رہے تھے جب وسطی ایشاء میں دہشت گردی کے واقعات رونما ہونے لگے تھے اور جہادی تنظیموں نے انہیں اسلام کے ساتھ جوڑنا شروع کر دیا تھا۔ دوسری طرف کچھ متعصب الذہن سیکولر لوگوں نے اسلام کی تاریخ میں رونما ہونے والے جنگی واقعات کی درست حقیقت معلوم کئے بغیر ان کے پسِ پردہ اسباب کا مطالعہ کئے بغیر ان جنگوں کو اسلام کی جانب سے نسل کشی کے ساتھ جوڑنا شروع کر دیا۔ اسی تناظر میں یہ بات بھی کہی جا سکتی ہے کہ قرآن کریم میں واقع وہ تمام آیات جن کا تعلق جہاد، دفاع اور امن و امان کی بقاء کے لئے دشمنوں کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جانے کے لئے نازل ہوئیں ہیں تاکہ مجاہدین کا حوصلہ بلند کیا جا سکے اور وہ اسلام دشمن عناصر جو مسلمان ریاستوں میں امن کو ٹھیس پہنچاتے ہیں ان کا مقابلہ کیا جائے۔ ایسی تمام آیات کے پس منظر کو سمجھے بغیر سیکولر صیہونی عقائد کے حاملین نے نعرہ بلند کر دیا کہ اسلام و قرآن جنگ کا درس دیتا ہے لہذا ان تمام مسائل کے پیش نظر ان کا ایک نکتہ نظر وجود میں آیا اور اسلام مخالف متون لکھے جانے لگے۔

[28] "جینوا کنونشنز وہ بین الاقوامی معاہدات ہیں جو جنگ کے دوران انسانی اقدار کے تحفظ کو یقینی بناتے ہیں۔ یہ معاہدات سوئٹزرلینڈ کے شہر جنیوا میں مختلف ادوار میں مرتب کیے گئے۔ پہلا کنونشن 22 اگست 1864ء کو منظور ہوا، جس کا مقصد جنگ میں زخمی فوجیوں کی دیکھ بال تھی۔ بعدازاں 12 اگست 1949ء کو مزید تین کنونشنز منظور کیے گئے، جن میں سمندری جنگ کے متاثرین، جنگی قیدیوں، اور عام شہریوں کے تحفظ سے متعلق قوانین شامل تھے۔ ان کنونشنز نے یہ اصول مرتب کئے کہ زخمیوں، قیدیوں، طبّی عملے اور بے گناہ شہریوں کے ساتھ انسانی سلوک کیا جائے، اور انہیں ظلم، تشدد یا تذلیل سے محفوظ رکھا جائے۔ بعد میں 1977ء اور 2005ء میں ان کنونشنز میں اضافی پروٹوکولز بھی شامل کیے گئے تاکہ خانہ جنگی اور غیر روایتی تنازعات میں بھی انسانی حقوق کا تحفظ ممکن ہو۔ آج یہ کنونشنز بین الاقوامی انسانی قانون کی بنیاد سمجھے جاتے ہیں اور دنیا کے اکثر ممالک ان کے پابند ہیں۔"

[29] Protocol, I. "Protocol Additional to the Geneva Conventions of 12 August 1949, and Relating the Protection of Victims of International Armed Conflict (Protocol I)." United Nations Treaty Series1125 17512 (1977).

[30]Juraev, Shukrullo. "The Reflection of Peace Principles in Muhammad Shaybani's Works." Jurnal Pendidikan Islam 2, no. 1 (2024): pp:5.

جہاد اسلام کا چھٹا بڑا ستون ہے جہاد کا نکتہ نظر اسلامی ریاست کے دفاع کا ہے طاقت کے دکھلاوے، جارحیت کے تسلط، انسانی وقار کی تذلیل یا کسی بھی قوم کو نیچا دیکھانے کے لئے جہاد کی ٹرم استعمال نہیں کی جاسکتی، کیونکہ ایسا کرنے سے اسلام کا مقصدِ جہاد فوت ہو جاتا ہے۔ دوسری جانب نظریہ جنگ ہے جو کہ جہاد سے بلکل مختلف اور سمتِ مخالف ہے۔ جنگ میں تکریم انسانی کو پامال کیا جاتا ہے اور عزت نفس کو مجروح کیا جاتا ہے جو کہ جہاد کے اصولوں کے بلکل مخالف ہے۔ لیکن مغربی سیکولرز جنگ و جہاد میں تفریق کو سمجھے بغیر ہی اسلام مخالف متون شائع کرتے رہے ہیں۔[31]

دوسری جانب ڈاکٹر پروفیسر اسپوسٹو[32] نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ بعض تاریخی حقائق کو مسخ کر کے، اسبابِ و قائع کو سمجھے بغیر یہ ممکن نہیں ہو سکتا ہے کہ اسلام کے تاریخی معرکوں اوران کی حکمت عملیوں کو سمجھا جائے۔ کیونکہ اسلام میں ہر واقعہ اپنی نوعیت کا الگ معاملہ ہوتا تھا جس کے پس پردہ بعض حقائق ہوتے تھے جن کو سمجھے بغیر ہم فیصلہ نہیں کر سکتے کون کہاں غلط تھا۔ مثلاً یہود کے ہاں غزوہ بنی قریظہ کے واقعات کو بنیاد بنا کر اعتراض کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلی نسل کشی کی داغ بیل مذہبِ اسلام میں ڈالی گئی 700 افراد کی گردن ماری گئی اور عورتوں کو قیدی بنایا گیا جبکہ دوسری جانب پیغمبر اسلام ﷺ امن کے داعی ہیں۔ لہذا غزوہ بنو قریظہ بھی اسی نوعیت کا واقعہ ہے جس کے پس پردہ حقائق کو سمجھنا ضروری ہے مزید برآں رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو فیصلہ کے لئے متعین فرمایا تھا جن کے ایماء پر 700 افراد کا قتل کیا گیا کیوں کہ یہود نے خود اس بات کو قبول کیا تھا کہ ہمارا فیصلہ سعد بن معاذ کریں گے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بھی تورات کے قوانین کے مطابق ہی فیصلہ صادر فرمایا تھا کہ جاسوسی کی سزا قتل ہے ۔[33]

بحثیتِ محقق میرا نکتہ نظریہ ہے کہ مغربی مفکر رابرٹ اسپنسر جیسے مصنفین کا دعوی غلط ثابت ہوا کہ اسلام تلوار کے زور پر پھیلا اور پیغمبر اکرمؐ نے امن کی بجائے تلوار کا راستہ اپنایا۔[34] تاہم John Esposito جیسے محققین نے ان خیالات کو رد کیا ہے اور اپنی کتاب Unholy War: Terror in the Name of Islam میں وضاحت کی کہ اسلام کے جنگی قوانین خاص تاریخی اور سیاسی سیاق وسباق کے تناظر میں نازل ہوئے ہیں جن کا مقصد ظلم کی روک تھام اور معاہدات کی حفاظت کرنا تھا نہ کہ جارحیت مسلط کرنا۔[35]

امام الرائے والاجتہاد:

اہلُ الرائے سے مراد وہ لوگ ہیں جو احکام کے استنباط میں عقل، رائے، منطقیت و اجتہاد کا استعمال کرتے ہیں۔ رائے کا استعمال بھی اس وقت ہی درست ہو گا جب قرآن و سنت سے کسی مسئلہ کے متعلق یقینی حکم نا مل سکے۔ اہل الرائے کا رجحان عقلی استنباط، قیاس، اور اجتہادی اصولوں کے استعمال کی طرف زیادہ تھا، خصوصاً اُن مسائل میں جن پر کوئی واضح نص موجود نہ ہو۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس رجحان کے سب سے نمایاں نمائندہ تھے۔ انہوں نے عقلی بنیادوں پر قیاس، استحسان، عرف، اور مصلحت کو فقہی اجتہاد میں مؤثر اور جائز اصولوں کے طور پر استعمال کیا، اور کوفہ جیسے متنوع اور پیچیدہ معاشرتی ماحول کے تقاضوں کے مطابق اجتہادی رائے کو اپنایا۔ اہل الرائے کا مؤقف یہ ہے کہ شرعی قوانین منجمد نہیں ہیں بلکہ ہر دور کے شرعی تقاضوں اور حالات کے مطابق شرعی احکامات سے استنباط کیا جا سکتا ہے۔ نصوصِ قطعیہ سے جب کوئی حکم واضح نہیں ہو پاتا تو اللہ تعالی نے انسانی عقل و فکر میں یہ قوت رکھی ہے وہ درست فکری زاویے استعمال کرتے ہوئے عصری حالات کے تقاضوں کو شرعی بنیادوں پر حل کر سکتے ہیں۔ ان کے ہاں یہ فکر غالب ہے کہ قانونِ اسلامی کو اس قدر لچک دار ہونا چاہئے کہ اس میں بدلتے حالات سے جنم لینے والے نت نئے مسائل کے حل دریافت کئے جا سکیں۔ اہل الرائے متون کی ظاہری مراد کے بجائے باطنی مراد پر توجہ دیتے ہیں۔ اُن کے ہاں الفاظ کے لفظی مفاہیم و مطالب کی بجائے ان کی اندرونی مراد زیادہ اہم ہو سکتی ہے۔

[31] Latif, Amir, and Hafiza Sabiha Munir. "Terrorism and jihad, an Islamic perspective." Journal of Islamic Studies and Culture 2, no. 1 (2014): 69-80.
[32] John Louis Esposito (born May 19, 1940) is an American academic, professor of Middle Eastern and religious studies, and scholar of Islamic studies, who serves as Professor of Religion, International Affairs, and Islamic Studies at Georgetown University in Washington, D.C. He is also the founding director of the Prince Alwaleed Center for Muslim–Christian Understanding at Georgetown.
[33] Ibid
[34] Spencer, Robert. The politically incorrect guide to Islam (and the crusades). Regnery Publishing, 2005.
[35] Esposito, John L. Unholy war: Terror in the name of Islam. Oxford University Press, 2003.

اہلُ الرائے کا مرکز عراق کا شہر کوفہ تھا جہاں سے اس فن کو پزیرائی حاصل ہوئی لیکن ہم یہ کہ سکتے ہیں کہ رائے و فکر کے استعمال کی طُرح عہدِ رسالتِ مآب ﷺ میں ہی ڈالی جا چکی تھی۔[36] جبکہ دوسری طرف فکرِ اہل الحدیث موجود ہے جن کے ہاں احکام کے استنباط میں نصوص کے ظاہر کا اعتبار کیا جاتا ہے فکر و اجتہاد کو کوئی دخل نہیں ہو سکتا، کیوں کہ وحی کی مراد انسانی فکر سے بالاتر و ممتاز ہے۔ اہلُ الحدیث نکتہ نظر کی نمائندہ شخصیات میں امام مالک (مدینہ) اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ (عراق) ہیں مذکورہر دو شخصیات نے حدیث کے ظاہری مفہوم و مطالب کو استنباطِ احکام میں مؤثر سمجھا۔ ان دونوں مکاتب کے درمیان اعتدال اور توازن پیدا کرنے والی شخصیت امام شافعیؒ کی تھی۔ جنہوں نے ایک ایسا اصولی نظام (علم اصول فقہ) مرتب کیا جس میں نصوص (قرآن و حدیث) اور عقل (قیاس، اجماع) کے درمیان ہم آہنگی پیدا کی۔ امام شافعی نے کتاب الرسالۃ میں اصول فقہ کی بنیاد رکھ کر یہ واضح کیا کہ فقہ میں نصوص اولین ماخذ ہیں، لیکن جہاں صریح نصوص موجود نہ ہوں، وہاں قیاس کو متعین اصولوں کے تحت استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یوں امام شافعی نے دونوں انتہاؤں کو ایک اعتدال پسند علمی نظام میں پرو دیا، جس نے بعد میں آنے والے تمام فقہی مکاتب کو اصولی رہنمائی فراہم کی۔[37] عہدِ رسالت مٰاب ﷺ میں رائے کے درست استعمال کی طرف رغبت دلائی گئی تھی جس طرح سابقہ سطور میں بحوالہ ذکر کر چکا ہوں کہ رائے کے مثبت استعمال پر آپ ﷺ نے جناب جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دادِ تحسین سے نوازا۔ امام محمد بن حسن الشیبانی عراقی فقیہ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سلسلہ دروس سے اخذ و استفادہ کرنے والوں میں سے تھے۔ عراق میں متنوع علوم و فنون و یکسر عجمی ماحول نے بہت سے فقہی سوالات کو جنم دیا جن کے حل میں امام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ نے فکر و اجتہاد کی تعلیمات کے ذریعے بہت بڑا کردار ادا کیا ہے

شیبانیؒ خُو میں "رائے و فکر" کی روش کے اسباب:

اہلِ عراق وکوفہ کے مزاج میں رائے و فکر کی روش کے متعدد اسباب تھے جو درج ذیل ہیں:

- ✓ امام شیبانیؒ کوفہ و عراق کے تعلیم یافتہ تھے جن کے اساتذہ میں امام اعظم ابو حنیفہؒ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے اور یہ صحابی رسول رضی اللہ عنہ علم و فن و مزاج میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اخذ و استفادہ کرنے والوں میں سے تھے۔ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مزاج میں خطّابی سیرت کے پہلو نمایاں تھے جو ان کے شاگردوں تک منتقل ہوتے رہے۔ عراقی فقہاء بالخصوص امام محمد بن حسن الشیبانیؒ نے فقہی تربیت کا آغاز (بلواسطہ) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جیسے جلیل القدر صحابی سے کیا، جو خود حضرت عمر بن خطابؓ کی فقہی بصیرت اور اجتہادی اسلوب سے متاثر تھے۔ حضرت عمرؓ کا رجحان مسائلِ عصریہ میں فتاوٰی کے حوالے سے عقل و فہم اور اجتماعی مصلحت کو پیشِ نظر رکھ کر اجتہاد کرنے کا تھا، جس کی جھلک ان کے فتاویٰ اور فیصلوں میں نمایاں نظر آتی ہے۔ اس اجتہادی روش نے عراقی مکتب میں رائے اور قیاس کو کو خوب پنپنے دیا۔
- ✓ سرزمینِ عراق خوارج و شیعہ کی پیدائش میں نمایاں تھا اس خطہ کے خوارجی گروہوں نے وضعِ حدیث کے نت نئے طریقے ایجاد کئے۔ عراقی علماء و فقہاء نے ان وضّاعین کا قلع قمع کرنے کے لئے اصولِ حدیث مرتب فرمائے۔ حدیث مبارکہ کی جانچ کے متعدد طریقے ایجاد کئے جو عقلی، فکری و اجتہادی طرق پر مبنی تھے۔ ان طُرق کی بناء پر وضاعینِ حدیث کے مواد کو پرکھا جاتا اور درست مواد سے الگ کیا جاتا تھا۔ صرف وہی احادیث قبول کی جاتی تھیں جو فقہاء کے ہاں رائج و متواتر درجے کی تھیں۔

[36] حدثنا حفص بن عمر، عن شعبة، عن ابي عون، عن الحارث بن عمرو اخي المغيرة بن شعبة، عن اناس من اهل حمص، من اصحاب معاذ بن جبل، ان رسول الله صلى الله عليه وسلم، لما اراد ان يبعث معاذا إلى اليمن، قال:" كيف تقضي إذا عرض لك قضاء؟، قال: اقضي بكتاب الله، قال: فإن لم تجد في كتاب الله؟، قال: فبسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: فإن لم تجد في سنة رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولا في كتاب الله؟، قال: اجتهد رايي ولا آلو، فضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم صدره، وقال: الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله لما يرضي رسول الله۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں سے حمص کے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو جب یمن (کا گورنر) بنا کر بھیجنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا" : جب تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے گا تو تم کیسے فیصلہ کرو گے؟ "معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کی کتاب کے موافق فیصلہ کروں گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : اگر اللہ کی کتاب میں تم نہ پا سکو؟ "تو معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : اگر سنت رسول اور کتاب اللہ دونوں میں نہ پاس کو تو کیا کرو گے؟ "انہوں نے عرض کیا: پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا، اور اس میں کوئی کوتاہی نہ کروں گا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کا سینہ تھپتھپایا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قاصد کو اس چیز کی توفیق دی جو اللہ کے رسول کو راضی اور خوش کرتی ہے۔ (ابو داؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی۔ سنن ابی داؤد، جلد 3، کتاب الاقضیہ، حدیث 3592)

[37] حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، پیامِ قرآن، ص:106

عراق کے تمدنی و معاشرتی حالات حجاز کے مقابلے میں یکسر مختلف نوعیت کے تھے۔ حجاز میں احادیث کی کثرت، تعاملِ اہلِ مدینہ، صحابہ کرام علیہم الرضوان کی براہِ راست امورِ تمدن میں شرکت جیسے امور نے حجاز کے باسیوں کو احادیث مبارکہ کے ظاہر پر عمل کرنے کی طرف رغبت دلائی، جبکہ عراق و کوفہ میں بدلتے حالات کے تقاضوں کے مطابق فکری و عقلی اصولوں کو استعمال کرتے ہوئے مسائلِ زندگی حل کئے جاتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ رائے کا کثرت سے استعمال کیا جانے لگا۔ چونکہ عراق پر طویل عرصہ تک ایرانی و فارسی تہذیب کا تسلط رہا، اس لیے وہاں کے رہن سہن، رسوم و رواج اور تمدنی ضروریات حجاز سے مختلف تھیں۔ فقہی اجتہاد میں ان تمدنی فرقوں کا بھی گہرا اثر ہوا، جس کے باعث عراقی ائمہ نے ان مقامی روایات کو ملحوظِ خاطر لاتے ہوئے قوانین و احکام اخذ کیے۔[38]

انسانی حقوق کا تحفظ اور شیبانی فکر

محمد بن حسن الشیبانیؒ نے جو جنگی قوانین مرتب فرمائے ہیں ان کا ماخذ قرآن و سنت ہے یہ دعوی بطورِ محقق میں ما قبل عبارت میں بھی پیش کر چکا ہوں۔ اس دعوی کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ شیبانیؒ کے مرتب کردہ بین الاقوامی قوانین کو نحیف نا سمجھا جائے نا ہی ان قوانین سے انحراف کی گنجائش برتی جائے چونکہ ان کی بنیاد نصوصِ قطعیہ پر قائم ہے۔ مثلاً موصوف کے مرتب کردہ جنگی قوانین میں سے یہ ہے کہ جنگ کے بعد دشمنوں کی لاشوں کو دفنایا جائے گا یا لواحقین کے حوالے کیا جائے گا یہ انسانی اقدار کی حرمت و قدر کے پیشِ نظر اسلامی جنگی تعلیمات ہیں۔ اگر دشمن لاش کا مطالبہ کرے تو اس کے عوض کسی قسم کی قیمت لینا جائز نہیں۔ غزوہ خندق کے موقع پر نوفل بن عبداللہ کی لاش کے بدلے رقم پیش کی گئی تو پیغمبر اکرمؐ نے انکار کر دیا۔[39] اب یہی قانون جینوا کینونشنز آرٹیکل 17 میں دیکھا جا سکتا ہے کہ جدید عالمی جنگی قوانین مین آج یہ قانون بنایا جا رہا ہے کسی مردے کی ہیت و شکل کو بدلا نہیں جائے گا۔ اگر لاش پر قبضہ پالیا جائے تو اس کو حریف کی طرف واپس کرنا ضروری ہے ورنہ اسی حریف کی شرائط کے تحت اس لاش کو یا تو دفنایا جائے گا یا معقول رسم و رواج کے تحت اسے ٹھکانے لگایا جائے گا۔ مُثلہ نہیں کیا جائے گا۔ بے حرمتی، ناقدری، انسانی ڈیڈ باڈیز کی تذلیل ہر گز نہیں کی جائے گی ایسا کرنا بین الاقوامی حربی قوانین کی خلاف ورزی ہو گا اور ایسا کرنے والوں کے خلاف انٹر نیشنل قوانین کے تحت تادیبی کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔[40] مذکورہ حوالہ سے ہم معلوم کر سکتے ہیں کہ شیبانیؒ کے مرتب کردہ بین الاقوامی قوانین نا صرف انٹر نیشنل قوانین سے مطابقت رکھتے ہیں بلکہ شیبانیؒ کے مرتب کردہ قوانین کے زیرِ سایہ جدید عالمی قوانین میں اصلاح کے پہلوؤں کو بھی تلاش کیا جا سکتا ہے۔

شیبانیؒ بحیثیتِ مدوّنِ اوّل قانون بین الاقوام و فقہِ عراق:

امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کو فقہ السیر کے مدونِ اول کہا جاتا ہے ان کی تصنیف "الاصل" فقہ میں وہ پہلی محفوظ کتاب ہے جو فقہ کے تمام ابواب پر مشتمل ہے۔ شیبانیؒ کے اضافات نا صرف فقہ حنفی میں ہیں بلکہ مابعد فقہی ذخائر بھی اُنہیں کے مرہونِ منت ہیں۔

قول معروف ہے کہ:

النَّاسُ كُلُّهُمْ فِي الْفِقْهِ عِيَالٌ عَلَىٰ أَهْلِ الْعِرَاقِ، وَأَهْلُ الْعِرَاقِ مُحْتَاجُونَ إِلَىٰ أَهْلِ الْكُوفَةِ، وَأَهْلُ الْكُوفَةِ كُلُّهُمْ عِيَالٌ عَلَىٰ أَبِي حَنِيفَةَ۔[41]

تمام لوگ فقہ میں اہل عراق کے محتاج ہیں اور اہل عراق اہل کوفہ کے محتاج ہیں اور تمام اہلِ کوفہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے فقہ میں محتاج ہیں۔

اللہ تعالی نے انہیں غیر معمولی ذہانت عطا فرمائی تھی اس ذہانت کا استعمال کرتے ہوئے انہوں نے فقہی مسائل کا استنباط فرمایا اپنی اجتہادی و فکری صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے انہوں نے فقہ حنفی میں اصول مرتب فرمائے جو کہ مابعد فقہاء کے لئے رہنمائی کا ذریعہ بنے۔ ان کی فقہ میں دیگر کتب بھی نمایاں ہیں لیکن بالخصوص "الجامع الکبیر" کے بارے میں

[38] **Köklü, Recep.** "Al-Hakim al-Naysaburi and the Place of *Maʿrifat ʿUlūm al-Ḥadīth* in the History of Hadith Methodology." *Journal of the Faculty of Theology, Ondokuz Mayıs University*, no. 54 (2023): 49–72. Ondokuz Mayıs Üniversitesi İlahiyat Fakültesi Dergisi » Makale Hâkim en-Nîsâbûrî ve Maʻrifetü ulûmi'l-hadîs'in Hadis Usulü Tarihindeki Yeri

[39] نیشاپوری، امام حاکم، مستدرک علی الصحیحین، شبیر برادرز، اردو بازار لاہور، 32:3

[40] Pictet, Jean, ed. The Geneva conventions of 12 August 1949: commentary. International committee of the Red Cross, 1952.

[41] الضمیری، الحسین بن علی، اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، (بیروت عالم الکتب، 1405ھ) طبع ثانی، 128

کہاجاتاہے فقہ اسلامی میں الجامع الکبیر کی مثل کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔[42] الغرض امام محمد بن حسن رحمہ اللہ کی فقہ اسلامی میں بے شمار خدمات ہیں اُن کی وفات کے دن یہاں تک کہا گیا"لَقَد دُفِنَ الفِقهُ اليَومَ" آج فقہ کو دفن کردیا گیا۔آپؒ بالعموم علوم اسلامیہ و بالخصوص فقہ اسلامی میں بحرِ بے کنار کی حیثیت سے تھے۔[43]

امام محمد بن حسنؒ نے اپنے شیوخ کے قانونی منہج کو نا صرف مدّون کیا بلکہ اس میں بیشتر اضافات بھی فرمائے۔ قانون بین الا قوام کی بنیادیں اگرچہ امام ابو حنیفہؒ نے ہی قائم کردیں تھیں جو کہ غیر مدوّن مگر وجودی کام تھا اور اس غیر مدوّن کام کو آپؒ نے کتب کی صورت میں تدوین کے مراحل سے گزارا۔کتب ظاہر الروایۃ کی تدوین اس قدر کار آمد ثابت ہوئی کہ قانون بین الا قوام کے اصولوں پر لکھی جانے والی مابعد ادوار کی تمام کتب اسی تحقیق کے گرد گھومتی ہیں۔ان میں **السیر الکبیر** کو خاص اہمیت حاصل ہے کیونکہ اسے شریعت کی سیاسیات (Shari'a Politics)پر پہلی تحریر قرار دیا جاتا ہے، جسے آج کی اصطلاح میں بین الا قوامی اسلامی قانون **(Islamic International Law)** کہا جاتا ہے۔غیر مسلم مصنفین نے بھی امام شیبانی کی ان کتب کا مطالعہ کیا ہے اور انہیں اسلامی بین الا قوامی قانون کا بانی تسلیم کیا ہے۔ حتیٰ کہ فرانس میں ایک ادارہ بھی امام محمدؒ کے نام پر قائم کیا گیا ہے۔[44] امام محمدؒ نے ان کتب کی جمع بندی کے ذریعے ایک اور عظیم لقب حاصل کیا، وہ ہے **" : فقہِ عراق کا مدوّن"**۔[45]

شیبانی مصنّفات کے مسالکِ ثلاثہ میں فکری اثرات:

محمدؒ بن حسن الشیبانی کے مسالکِ ثلاثہ پر تصنیفی وتدریسی خدمات کے اثرات رہے ہیں۔آپ کی تدریسی خدمات کا دائرہ کار نا صرف ایشیاء بلکہ دیارِ مغرب وافریقہ تک پھیل چکا تھا ۔آپ کی تدریسی سرگرمیوں سے ایسا انقلاب رونما ہوا کہ جس کی بدولت متعدد مسالک بھی معرضِ وجود میں آئے۔ مسالکِ ثلاثہ (شافعی، مالکی، حنبلی) آپ ہی کی تعلیمات وتدریسی سرگرمیوں سے بنے تھے۔اختلافات میں تنوع مسالک کے اختراع کا سبب بنتا گیا لیکن ان تمام مسالک کی اصل مذہبِ حنفیہ سے ملتی ہے۔

محمد بن ادریس شافعیؒ جن کا کہنا ہے مجھ پر لوگوں میں سے سب سے زیادہ احسان فقہ میں محمد بن حسن الشیبانی کے ہیں۔[46] محمد بن ادریس شافعیؒ کی بدولت مصر میں 198ھ میں مذہبِ شافعی اپنے عروج پر تھا پھر شام، بغداد، عراق افریقہ ویورپ تک پہنچا بعد ازاں ماوراء النہر تک اور ماوراء النہر سے بلاد چین تک پہنچا۔ مذکورہ علاقوں میں مذہبِ شافعیہ کے عروج کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی رہتی تھیں لیکن پھر تاتاریوں نے یکایک تمام شہروں کو تباہ کردیا یوں علم کی زینت تاتاریوں کے جہل کی نظر ہو گئی۔[47]

محمد بن حسنؒ کے دوسرے نامور شاگرد علامہ قاضی اسد بن الفرات بن سنان الحرانی ثم القیروانی(142-213ھ)موصوف نے امام مالکؒ کی مؤطا کا سماع کیا جبکہ امام مالکؒ بھی ان کے دیارِ مغرب سے سفرِ ہجرت کرنے کی بناء پر بہت مہربان تھے۔[48] قاضی اسدؒ نے امام مالک سے فقہ تقدیری[49] پر بعض سوالات پوچھے لیکن امام مالکؒ نے قاضی اسد کو فقہ تقدیری کا علم حاصل کرنے کے لئے عراق کی طرف جانے کا مشورہ دیا۔یہی ہوا قاضی اسد عراق گئے وہاں امام ابو یوسف،اور امام محمدؒ سے استفادہ کیا۔امام محمد بن حسنؒ سے استفادہ

[42] الذہبی، مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ، 189

[43] الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دار لکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولی 1995ء، 3:513

[44] The Role of Imam Muhammad Bin Hassan Shibani in the Codification and Development of Islamic International Law. *Available at SSRN 4267058* (2022).

[45] ابو زہرہ، محمد اور عبد الکریم زیدان، اسلام اور بین الا قوامی تعلقات، ترجمہ: نعمت اللہ شہریانی، خراسان پبلشنگ ہاؤس، (2012) کابل، پہلی اشاعت

[46] تاریخِ بغداد، 2:176

[47] عبد الوہاب سبکی، طبقات الشافعۃ الکبری، تحقیق محمود محمد الطناحی عبد الفتاح محمد الحلو مصر، عینی البابی الحلبی، ب، ت، 327-328

[48] سیر اعلام النبلاء، 10:225

[49] فقہ حنفی کا ایک امتیاز فقہ تقدیری ہے، فقہ تقدیری کا مطلب یہ ہے کہ مسائل کے پیش آنے سے پہلے ہی ممکن الوقوع مسائل کے حل کی طرف توجہ دی جائے، فقہاء حجاز جو عقلی امکانات کے تفحص اور قیل و قال سے دور اور سادہ طور پر مسائل کو سمجھنے اور رائے قائم کرنے کے خوگر تھے، وہ اس طرح کے مسائل کے احکام بتانے سے گریز کرتے تھے؛ لیکن فقہاء عراق جن کے یہاں دقیقہ سنجی، دور بینی، طلب و تفحص اور شریعت کی روح اور مقاصد میں غواصی کا رنگ غالب تھا" فقہ تقدیری"ان کے مزاج میں داخل تھی اور وہ اس پر مجبور بھی تھے کہ مشرق کے علاقہ میں نئی نئی قوموں اور علاقوں کے مملکت اسلامی میں شمولیت کی وجہ سے وہ نوپید مسائل سے بمقابلہ فقہاء حجاز کے زیادہ دوچار تھے، اسی لیے فقہاء احناف کے یہاں فقہ تقدیری کا حصہ زیادہ ہے اور افسوس کہ نصوص کے ظاہر پر جمود اور اس کے دقیق مطالعہ اور روح و مقصد تک رسائی سے مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے بعض محدثین رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اس ہنر کو عیب سمجھ لیا؛ حالانکہ خود حدیث میں موجود ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنۂ دجال کے ظہور اور اس زمانہ میں دن اور رات کے اوقات کی غیر معمولی وسعت کا ذکر فرمایا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے استفسار کیا کہ اس وقت نماز پنجگانہ کیوں کر ادا کی جاسکے گی (صحیح مسلم، حدیث نمبر:۵۲۲۸) غور کیجئے کہ یہ مسئلہ قبل از وقوع حل کرنا نہیں ہے تو اور کیا ہے ؟۔

کا قاضی اسدؒ کی شخصیت پر یہ اثر پڑا کہ آپ کے ہاں رائے و قیاس کا غلبہ ہو گیا[50] یہی وجہ ہے کہ قاضی اسد بن الفرات مالکی ہوتے ہوئے بھی امام اعظم ابو حنیفہؒ کے فقہی مسائل کی کتب کی تدوین فرماتے رہے ہیں۔[51] جب 179ھ میں امام مالکؒ کی وفات کی خبر قاضی اسد تک پہنچی آپ نے بغداد سے مدینہ کا سفر کیا، مختصر قیام کے بعد مدینہ سے بھی مصر روانہ ہو گئے یہاں مصر میں امام مالک کی معروف شاگروں سے امام اعظم ابو حنیفہؒ کی کتب میں آراء کے متعلق مالکی آراء جاننے لگے، چنانچہ مفتی عبد اللہ بن وهب مصری جو امام مالک کی صحبت میں 20 برس تک زانوائے تلمذ طے کرتے رہے تھے ان سے امام ابو حنیفہ کی کتب میں مذکور مسائل کے متعلق امام مالک کی آراء جانتے رہے بعد ازاں امام مالک کے دوسرے شاگرد عبد الرحمان بن القاسم المصری (132-191ھ) ان کے سامنے اپنا مقصد سفر رکھا اور ان سے بھی امام اعظم ابو حنیفہؒ کے مرتب کردہ مسائل کے بارے میں امام مالکؒ کی آراء و فتاوی پوچھتے تھے یوں ان مسائل کی ایک ضخیم فہرست جو تقریبا 300 چمڑے کے ٹکڑوں میں لکھ کر محفوظ کی گئی تھی۔ اس مجموعہ کا نام المسائل الاسدیہ ہے۔[52] جب موصوف قیروان پہنچے تو اپنے کام کی مناسبت سے اس قدر پزیرائی ملی کہ ان کو قاضی القضاۃ کا عہدہ بھی ملا اور لوگوں نے اس مجموعہ سے بہت کچھ سیکھا۔ نسخہ الاسدیہ لابن فرات کا دوسرا نام "المدونۃ الکبری" ہے مذکورہ تاریخی حقائق سے معلوم ہوا کہ المدونۃ الکبری جو کہ تیس ہزار جزئیات پر مشتمل ہے اس کی تدوین بھی فقہ حنفی کے زیر اثر عمل مین آئی ہے اور اسے آج اسلامی دنیا میں المدونۃ الکبری کے نام سے یاد کیا جاتا ہے یہ دراصل امام محمد بن حسن الشیبانی کے شاگرد کی جملہ مساعی کا نتیجہ ہے۔[53]

اساتذہ و تلامذہ:

محمد بن حسن رحمہ اللہ نے کچھ دیر تو امام اعظم ابو حنیفہؒ سے سماع کیا اس کی مدت 2 سے 4 سال تھی کہ امام ابو حنیفہؒ کا انتقال ہو گیا اس وقت محمد بن حسنؒ کی عمر 8 سال تھی۔[54] اس کے بعد آپ نے متعدد اساتذہ سے علم حاصل کیا جو درج ذیل ہیں:

امام مالک بن انس:

ابو عبد اللہ امام مالک بن انس الاصبحی الحمیری آپ کو امام دار الہجرۃ" کہا جاتا ہے آپ اہلسنت و جماعت کے چار ائمہ میں سے ایک ہیں اور آپ فقہ مالکیہ کے بانی ہیں۔ آپ دین کے اصول و عقائد میں بہت پختہ تھے اور امراء و ملوک سے بہت دور رہتے تھے آپ مدینہ منورہ میں 93 ہجری میں پیدا ہوئے اور 179ھ میں مدینہ میں ہی وفات پائی۔ خلیفہ منصور کی فرمائش پر آپ نے مؤطا لکھی جو کہ مؤطا امام احمد بن حنبل کے نام سے معروف ہے۔[55]

عبد الملک ابن جریج الاموی:

عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج جن کی کنیت ابو لولید تھی آپ صاحبِ تصانیف بھی ہیں اور صاحبِ تعبد، تہجد و صیام بھی ہیں ہمیشہ طلبِ علم کی تلاش میں رہتے تھے یہاں تک کہ بوڑھے ہو گئے کثیر تعداد نے آپ سے علم سیکھا اور پھر اس کی اشاعت کی آپ 150ھ میں فوت ہوئے 56

مسعر بن کدام:

نام مسعر اور کنیت ابو سلمہ ہے۔ مسعر بن کدام بن ظہیر بن عبید اللہ بن حارث بن عبد اللہ بن عمرو بن عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ قرشی عامری۔ مسعر علمی اور مذہبی دونوں اعتبار سے ممتاز تبع تابعین میں سے تھے۔ یعلی بن مرہ کا بیان ہے کہ مسعر کی ذات علم اور ورع دونوں کی جامع تھی۔ عراق میں ان کے درجے کا کوئی عالم نہیں پایا جاتا تھا

[50] سیر اعلام النبلاء، 225:1

[51] ایضا: 132

[52] سیر اعلام النبلاء، 266:10

[53] طبقات الفقہاء، 132

[54] النووی، یحی بن شرف، تہذیب الاسماء واللغات (بیروت، دار الکتب العلمیہ) 81:1

[55] الذھبی، شمس الدین محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، (بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ) 1405ھ، طبع اول، 150:8

[56] الذھبی، سیر اعلام النبلاء، 555:8

ایک ہزار احادیث کے حافظ تھے۔ شعبہ بن حجاج جیسے محدث انہیں مصحف کہتے تھے یہی ان کے علم کی دلیل کے لئے کافی قول ہے۔[57] 152 یا 155ھ میں کوفہ میں وفات پائی[58]

عبدالرحمان بن عمر الاوزاعی:

أبو عمرو عبد الرحمن بن عمرو بن يُحمد بن عبد عمرو الأوزاعي سنة 88ھ میں پیدا ہوئے۔ بعض روایات کے مطابق ان کا تعلق دمشق کے علاقے اوزاع سے تھا، جس سے ان کی نسبت اوزاعی بنی۔ مسلکِ اوزاعی کے بانی ہیں۔

مالک بن مغول

مالک بن مغول محدث بھی تھے اور حدیث میں ثقہ بھی تھے۔ آپ کوفہ کے تابعی تھے۔ مالک بن مغول کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ "کان ثبت فی الحدیث" وہ حدیث میں ثقہ تھے۔ آپ رحمہ اللہ 159 ہجری میں فوت ہوئے۔[59]

سفیان ثوری

سفیان بن سعید مسروق بن حبیب الثوری رحمہ اللہ کی کنیت ابو عبداللہ تھی آپ ثقہ تھے کثیر الروایۃ تھے امیر المؤمنین فی الحدیث کے لقب سے معروف تھے اور حدیث میں حجۃ تھے آپ رحمہ اللہ 161 ہجری میں فوت ہوئے۔

عبداللہ بن مبارک:

عبداللہ بن مبارک بن واضح، ابو عبدالرحمان الحنظلی آپ عابد، زاہد، ثقہ، ثبت فی الحدیث و حجۃ فی الحدیث تھے۔ آپ شعر کہتے تھے جمیع علوم پر دسترس رکھتے تھے کتبِ کثیرہ کے مصنف تھے آپ رحمہ اللہ 181 ہجری میں فوت ہوئے۔[60]

امام ابو یوسف:

یعقوب بن ابراہیم بن حبیب الانصاری، آپ قاضی القضاۃ تھے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تلمیذ خاص تھے۔ محدثین انہیں "ثقہ" کہتے تھے آپ کتاب الخراج کے مصنف ہیں امام محمد بن حسن رحمہ اللہ نے امام ابو یوسف سے ہی فقہ کا علم حاصل کیا۔ آپ رحمہ اللہ 182 ہجری میں فوت ہوئے۔[61]

مذکورہ تمام علماء سے امام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ نے کسب فیض کیا ہے۔

تلامذہ:

امام محمد بن حسن رحمہ اللہ کے تلامذہ کی کثیر تعداد تھی جن کو گنتی میں لانا بھی مشکل ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے بعد عراق میں فقہ کے میدانوں میں امام محمد بن حسن رحمہ اللہ کو قیادت حاصل تھی۔ جب وہ بغداد آئے تو لوگ جوق در جوق ان کے پاس آنے لگے اور ان سے حدیث اور فقہی آراء سماعت کیں۔ آپ کو چونکہ امام مالک سے علمی و روحانی وابستگی بھی تھی آپ ان کی روایات کا درس بھی دیا کرتے تھے لہذا جب کبھی آپ امام مالک رحمہ اللہ کی روایات لوگوں کو سنایا کرتے تو ہجوم اکٹھا ہو جاتا تاکہ امام مالک رحمہ اللہ روایات کا سماع کیا جا سکے۔ امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ بھی امام محمد بن حسن رحمہ اللہ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے ان سے بہت سے علوم کا استفادہ فرمایا یہی وجہ ہے کہ امام شافعی اپنے استاد محمد بن حسن کو بہت عظمت و وقار سے نوازتے تھے۔ آپ بکثرت یہ بات دہرایا کرتے تھے کہ:

[57] الذہبی، شمس الدین، تذکرۃ الحفاظ، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور پاکستان، 1، 170

[58] ایضا

[59] جمال الدين المزي، تهذيب الكمال في أسماء الرجال، تحقيق: بشار عواد معروف (بيروت: مؤسسة الرسالة، الطبعة الاولى)، 27:159

[60] ابن ابی حاتم، عبدالرحمان بن محمد بن ادریس، الجرح والتعدیل، (بیروت: داراحیاء التراث العربی)، طبع اول، 1381ھ، 4:222

[61] ابن سعد، الطبقات الکبری، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، الطبعۃ الاولی، 1990ء، 8، 330

ولقد كتبت عنه حمل بعير ،ذلك وانما قلت :ذكر :لانه بلغني انه يحمل اكثر مما تحمل الانثى[62]

''میں نے ان سے اتنا علم حاصل کیا کہ اگر اسے ایک اونٹ پر لادا جائے تو وہ اسے بمشکل اٹھا پائے گا۔ بلکہ میں نے یہ بطور مثال کہا، کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ مادہ اونٹ سے زیادہ وزن وہ اٹھاتے تھے''۔

امام شافعیؒ نے ان سے علم حاصل کیا اور بہت زیادہ فائدہ اٹھایا۔ امام شافعیؒ انہیں بہت عظمت اور مقام دیتے تھے۔ فرماتے ہیں: ''میں جب وہ بغداد میں مقیم ہوئے تو تعلیم و تصنیف کے لیے خود کو وقف کر دیا، اور بے شمار لوگوں نے ان سے علم حاصل کیا۔ ان کے ممتاز شاگردوں میں سے ایک یہ ہیں۔

اسد بن الفرات:

اسد بن فرات، کنیت ابو عبداللہ الحرانی ہے۔ آپ نے امام محمد بن حسن شیبانی سے علم حاصل کیا اور علم الرائے (فقہ) میں مہارت حاصل کی۔ آپ نے امام ابو حنیفہ کے علوم کو مدون کیا۔ آپ نہ صرف علمی وسعت رکھتے تھے بلکہ ایک بہادر، شجاع اور دلیر سپاہی بھی تھے۔ آپ سن 213 ہجری میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔[63]

احمد بن حفص بخاری

احمد بن حفص، کنیت ابو حفص البخاری الحنفی تھی۔ آپ ایک عظیم فقیہ تھے اور اپنے زمانے میں ماوراء النہر (وسط ایشیا Middle East) کے سب سے بڑے عالم سمجھے جاتے تھے۔ آپ نے امام محمد بن حسن سے علمی کسب فرمایا اور فقہ میں مہارت حاصل کی۔ علم الرائے میں کمال حاصل کیا۔ آپ سن 217 ہجری میں وفات پا گئے۔[64]

عیسیٰ بن اَبان:

عیسیٰ بن اَبان بن صدقہ، کنیت ابو موسیٰ، ایک جلیل القدر امام اور فقیہ تھے۔ آپ نے امام محمد بن حسن سے طویل عرصہ علم حاصل کیا اور فقہ میں مہارت حاصل کی۔ آپ کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ "اسلام کے آغاز سے لے کر ان کے دور تک بصرہ میں ان سے زیادہ فقیہ قاضی نہیں آیا۔" آپ سن 221 ہجری میں وفات پا گئے۔[65]

ہشام بن عبید اللہ رازی:

ہشام بن عبید اللہ رازی علم کا بحرِ بے کنار تھے۔ انہوں نے امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن سے فقہ حاصل کی۔ وہ راوی باصفا تھے، اگرچہ روایت میں کچھ نرمی رکھتے تھے۔ امام محمد بن حسن کی وفات انہی کے گھر "ری" شہر میں ہوئی۔ آپ سن 221 ہجری میں وفات پا گئے۔[66]

ابو عبید القاسم بن سلام:

القاسم بن سلام، کنیت ابو عبید تھی۔ آپ نے فقہ، حدیث اور لغت (عربی زبان) میں مہارت حاصل کی۔ وہ اپنے زمانے کے لوگوں میں سب سے زیادہ عالم سمجھے جاتے تھے۔ امام محمد بن حسن رحمہ اللہ سے روایات بھی نقل کر چکے ہیں۔ کتبِ کثیرہ کے مصنف ہیں۔ علم غرائب القرآن پر دسترس حاصل تھی۔[67]

محمد بن سماعہ محمد بن سماعہ بن عبید اللہ بن ہلال التیمی، کنیت ابو عبداللہ، کوفہ کے رہنے والے، امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن کے شاگرد، ثقہ اور قابل اعتماد محدثین میں شمار ہوتے تھے۔ آپ نے کئی کتابیں تصنیف کیں، اور امام ابو یوسف و امام محمد سے نوادر کو روایت کیا۔ ان کے ہاں مجالسِ علم منعقد ہوتی تھیں جنہیں "الأمالي" کہا جاتا ہے۔ آپ کا انتقال رحمۃ اللہ علیہ ۲۳۳ھ میں ہوا۔[68]

62 اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، 128

63 ذہبی، سیر اعلام النبلاء، 225:10

64 ایضا، 158:10

65 الحموی، معجم البلدان، 340:1/ محی الدین الحنفی، الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ، 401:1

66 الذہبی، سیر اعلام النبلاء، 446:10

67 ایضا

68 الذہبی، سیر اعلام النبلاء، 446:10

یحییٰ بن معین

یحییٰ بن معین المری، کنیت ابوزکریا، محدثین کے شیخ، حفاظِ حدیث کے سردار، جرح وتعدیل کے امام، ثقہ، دیانت دار، اور کثرت سے حدیث لکھنے والے عالم تھے۔ خود کم روایت کرتے لیکن حدیث کا وسیع ذخیرہ تحریر کیا۔ انہوں نے امام محمد بن حسن الشیبانی سے "الجامع الصغیر" روایت کی۔ ان کا وصال ۲۳۳ھ میں ہوا۔[69]

علی بن مسلم الطوسی

علی بن مسلم بن سعید الطوسی، محدث، حدیث کے شغف میں ممتاز، اپنے زمانے کے "مُسنَد" (یعنی کثیر الاسناد) عالم تھے۔ انہوں نے بہت سے محدثین سے روایت کی، اور ثقہ و جامع ومصنف مانے جاتے تھے۔ امام محمد بن حسن سے بھی علم حاصل کیا۔ ان کا انتقال ۲۵۳ھ میں ہوا۔[70]

نتائج بحث:

- ✓ امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کی ولادت دوسری صدی ہجری کے وسط میں واسط میں ہوئی، اور ابتدائی تعلیم کوفہ کے علمی ماحول میں حاصل کی۔ یہ وہ دور تھا جب کوفہ فقہی وفکری مباحث کا مرکز تھا، اور یہی علمی فضا امام محمدؒ کی فکری جدت کا باعث بنی۔ آپ کا خاندان علمی اور دینی اعتبار سے نہایت معزز تھا، جس نے آپ میں علم، تقویٰ اور استدلالی فکر کو پروان چڑھایا۔
- ✓ امام محمدؒ کی شخصیت اس بات کی مظہر ہے کہ آپ فقہ، حدیث، اصولِ فقہ اور استنباطِ احکام میں غیر معمولی درک رکھتے تھے۔ معاصر ائمہ، خصوصاً امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے آپ کے علمی کمالات کو نہایت عظیم قرار دیا۔ امام شافعیؒ کا یہ قول کہ ''میں نے محمد بن حسن سے زیادہ فصیح، عاقل اور فقیہ شخص نہیں دیکھا'' اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ آپ نہ صرف فقہ کے عالم تھے بلکہ منطق واجتہاد کے بھی امام تھے۔
- ✓ فقہ اور حدیث میں آپ کی مہارت کا اعتراف تمام ائمہ نے کیا ہے۔ آپ نے روایت ودرایت دونوں میں توازن پیدا کیا، اور فقہی آراء کو نصوص کے تابع رکھتے ہوئے عقلی بنیادوں پر منظم کیا۔ عیسیٰ بن ابان کا یہ کہنا کہ ''محمد بن حسن سے ملاقات کے بعد میں نے انہیں نورِ بصیرت کا منبع پایا'' آپ کے فہم وبصیرت کے اعلیٰ معیار کی علامت ہے۔
- ✓ بین الاقوامی قانون میں امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کی خدمات اسلامی تاریخ میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ نے پہلی بار ''فقہ السیر'' کی منہج سازی کی، جو دراصل اسلامی قانونِ جنگ وامن (Law of War and Peace) کا منظم وعلمی اظہار ہے۔ آپ کی تصانیف السیر الصغیر اور السیر الکبیر نے بین الاقوامی تعلقات، معاہدات، غیر مسلم رعایا، قیدیوں کے حقوق، اور جنگی اخلاقیات کے اصول وضع کیے۔ یہ تصانیف آج بھی اسلامی بین الاقوامی قانون کے بنیادی مصادر (Primary Sources) میں شامل ہیں۔ جدید بین الاقوامی قانون کے کئی تصورات، جیسے جنگ کے محدود اسباب، غیر مقاتلین کے حقوق، اور معاہدات کی پاسداری، انہی فقہی اصولوں کی عکاسی کرتے ہیں جو امام محمدؒ نے صدیوں قبل وضع کیے تھے۔
- ✓ امام محمد بن حسنؒ اہلُ الرائے والاجتہاد کے امام مانے جاتے ہیں۔ آپ نے فقہ میں عقل، قیاس، عرف، مصلحت، اور ضرورت جیسے اصولوں کو قرآن وسنت کے تابع رکھتے ہوئے استعمال کیا۔ آپ کے اجتہادی منہج نے فقہ کو جمود سے نکال کر حرکت ووسعت عطا کی، تاکہ وہ ہر زمانے کی عملی ضرورتوں سے ہم آہنگ رہ سکے۔ آپ کی فقہی بصیرت نے اسلام کو ایک عالمی اور ہمہ جہت قانون کے طور پر پیش کیا۔
- ✓ اسلامی تصورِ جہاد میں بھی آپ کا نظریہ نہایت متوازن تھا۔ آپ نے واضح کیا کہ جہاد کا مقصد جارحیت یا توسیعِ سلطنت نہیں بلکہ ظلم وفتنہ کے خاتمے اور عدل کے قیام کے لیے ہے۔ آپ کی فقہی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی جنگی اصولوں میں انسانی ہمدردی، عدل، اور اخلاقی پابندیاں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں۔ عورتوں،

[69] الذھبی، سیر اعلام النبلاء، 81:11

[70] ایضا، 525:11

بچوں، راہبوں، اور غیر مقاتل افراد کے تحفظ کے احکامات آپ کے نظریے کا حصہ تھے، جو جدید انسانی حقوق (Humanitarian Law) کے بنیادی تصورات سے مطابقت رکھتے ہیں۔

- ✓ امام محمد بن حسن الشیبانیؒ نے فقہِ اسلامی کو نہ صرف علمی بلکہ عالمی سطح پر قابلِ عمل اور قابلِ فہم بنایا۔ آپ کی علمی میراث نے اسلامی قانونِ بین الممالک کی تشکیل میں بنیاد فراہم کی، جس سے بعد کے ادوار میں فقہی و قانونی اصولوں کے ارتقاء میں رہنمائی ملی۔ یوں آپ کی علمی و فقہی خدمات اسلامی تہذیب کے قانونی ڈھانچے میں دائمی حیثیت رکھتی ہیں۔

مصادر و مراجع

- ✓ ابن ابی حاتم، عبد الرحمان بن محمد بن ادریس، الجرح والتعدیل، دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبع اول، 1381ھ، ج4، ص222۔
- ✓ ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبری، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1990ء، ج8، ص330۔
- ✓ ابو جعفر الطحاوی، اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، بیروت، عالم الکتب، 1405ھ، ص128۔
- ✓ البقرہ، 2:190۔
- ✓ الترمذی، ابو عیسی محمد بن عیسی، الجامع الصحیح، رقم الحدیث: 2755، مکتبۃ الشاملۃ۔
- ✓ الحموی، یاقوت بن عبد اللہ، معجم البلدان، ج1، ص340۔
- ✓ الخطیب البغدادي، ابو بکر احمد بن علي، تاریخ بغداد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج2، ص172۔
- ✓ الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد، سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1405ھ، ج10، ص225، 266، 446، 525؛ ج11، ص81۔
- ✓ الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1995ء، ج3، ص513۔
- ✓ الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد، تذکرۃ الحفاظ، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ج1، ص170۔
- ✓ الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، مناقب الإمام أبي حنیفۃ وصاحبیہ أبي یوسف ومحمد بن الحسن، لجنۃ احیاء معارف الاسلامیہ، حیدر آباد دکن، ص79-84۔
- ✓ السیوطی، جلال الدین عبد الرحمان، اختلاف المذاہب، تحقیق وتعلیق: عبد القیوم، دار الاعتصام، قاہرہ، ص42۔
- ✓ الشیبانی، محمد بن حسن، السِیَر الکبیر، ج4، ص1416۔
- ✓ الشیبانی، محمد بن حسن، کتاب الآثار، دار النوادِر، دمشق، ج1، ص112۔
- ✓ الصمیری، حسین بن علی، اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، بیروت، عالم الکتب، 1405ھ، ص128۔
- ✓ عبد الوہاب سبکی، طبقات الشافعیۃ الکبری، تحقیق: محمود محمد الطناحی وعبد الفتاح محمد الحلو، عیسٰی البابی الحلبی، مصر، ص327-328۔
- ✓ الکنوی، عبد الحیٔ، مقدمۃ النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر، مکتبہ، سنہ ندارد۔
- ✓ النووی، یحی بن شرف، تہذیب الاسماء واللغات، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج1، ص81۔
- ✓ بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، رقم الحدیث: 2664۔
- ✓ خطیب بغدادی، ابو بکر احمد بن علی، تاریخ مدینۃ السلام (تاریخ بغداد)، دار الغرب الاسلامی، 1422ھ/2001ء، ج1، ص567۔
- ✓ خلکان، شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، دار صادر، بیروت، ج3، ص324-325۔
- ✓ کوثری، محمد زاہد، بلوغ الأماني في سیرۃ محمد بن الحسن الشیباني، مترجم: آثار امام محمد، کتاب منزل، کشمیری بازار، لاہور۔
- ✓ محی الدین الحنفی، الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ، ج1، ص401۔
- ✓ ضمیریہ، عثمان جمعہ، اصول العلاقات الدولیۃ لامام محمد بن الحسن الشیبانی، دار المعالی، 1419ھ/1999ء، ج1، ص160۔
- ✓ نیشاپوری، امام حاکم، المستدرک علی الصحیحین، شبیر برادرز، لاہور، ج3، ص32۔

- ✓ ابوزہرہ، محمد وعبدالکریم زیدان، اسلام اور بین الاقوامی تعلقات، ترجمہ: نعمت اللہ شہریانی، خراسان پبلشنگ ہاؤس، کابل، 2012ء۔
- ✓ حمیداللہ، ڈاکٹر محمد، خطبات بہاولپور، پیام قرآن، ص106۔

English References / Foreign Sources

- ✓ *Ahmadi, Fazal Ahmad.* The Role of Imam Muhammad Bin Hassan Shibani in the Codification and Development of Islamic International Law. *Available at SSRN 4267058 (2022).*
- ✓ *Cogan, Jacob Katz.* The Oxford Handbook of the History of International Law. *Edited by Bardo Fassbender and Anne Peters. Oxford, New York: Oxford University Press, 2012.* American Journal of International Law *108, no. 2 (2014): 371–376.*
- ✓ *Esposito, John L.* Unholy War: Terror in the Name of Islam. *Oxford University Press, 2003.*
- ✓ *Spencer, Robert.* The Politically Incorrect Guide to Islam (and the Crusades). *Regnery Publishing, 2005.*
- ✓ *John Louis Esposito. Professor of Religion, International Affairs, and Islamic Studies at Georgetown University, Washington, D.C.; Founding Director of the Prince Alwaleed Center for Muslim–Christian Understanding at Georgetown University.*
- ✓ *Juraev, Shukrullo.* The Reflection of Peace Principles in Muhammad Shaybani's Works. Jurnal Pendidikan Islam *2, no. 1 (2024): 5.*
- ✓ *Latif, Amir, and Hafiza Sabiha Munir.* Terrorism and Jihad: An Islamic Perspective. Journal of Islamic Studies and Culture *2, no. 1 (2014): 69–80.*
- ✓ *Pictet, Jean, ed.* The Geneva Conventions of 12 August 1949: Commentary. *International Committee of the Red Cross, 1952.*
- ✓ *Protocol, I.* Protocol Additional to the Geneva Conventions of 12 August 1949, and Relating to the Protection of Victims of International Armed Conflict (Protocol I). United Nations Treaty Series *1125 (1977): 17512.*
- ✓ *Köklü, Recep. "Al-Hakim al-Naysaburi and the Place of Maʿrifat ʿUlūm al-Ḥadīth in the History of Hadith Methodology."* Journal of the Faculty of Theology, Ondokuz Mayıs University *no. 54 (2023): 49–72.*